رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

پرچہ غیر ممالک کے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۵ اکتوبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۲۸

مدینۃ المسیح

(۱) جو احباب مناظرہ راہوں پر تشریف لے گئے تھے فاتح المرام ۳ اکتوبر کی صبح کو دارالامان واپس تشریف لے آئے۔

(۲) ۲-۳ ستمبر کی درمیانی شب کو قادیان کے قریب احمد آباد میں ایک مولوی صاحب جن کا نام محمد علی تھا آئے ان سے گفتگو کرنے کے لئے شیخ عبدالرحمن صاحب تشریف لے گئے۔ وجال و وفات مسیح وغیرہ مسائل کے متعلق مولوی صاحب مذکور کے شبہات کا ازالہ کیا گیا۔

(۳) ۳ ستمبر کی صبح کو جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے آریہ سماج کے متعلق ایک زبردست تقریر فرمائی۔

(۴) بارش کے ہونے سے ۔۔۔ فصلیں خشک ہو گئیں ۔۔۔ قحط ۔۔۔

اعلان برائے اطلاع جماعت احمدیہ

احمدیوں کے بچے احمدی ہیں۔ اور جب تک کسی احمدی کا لڑکا یا لڑکی بلوغت کو پہنچکر احمدیت کا انکار نہ کرے۔ وہ احمدی ہی سمجھا جائیگا۔ اور اس سے احمدیوں کا سا ہی معاملہ ہوگا۔ کیونکہ اولاد جب تک ان میں سے کوئی بالغ ہو کر باپ کے مذہب کی مخالفت کا اعلان نہ کرے۔ باپ کے مذہب پر ہی شمار ہوگی۔ بلکہ احمدی ماں کے بچے بھی احمدی ہی سمجھے جائیں گے خواہ باپ غیر احمدی ہی کیوں نہ ہو۔

پس ایسے تمام لڑکے لڑکیوں کا جنازہ جائز ہے

خاکسار

مرزا محمود احمد

اخبار احمدیہ

راہوں میں آریوں سے مباحثہ

۲۹ ستمبر کو ایک بحث آریوں سے ختم ہوئی۔ مضمون ویدک دھرم اور اسلام کے عالمگیر ہونے کے متعلق تھا۔ ہماری طرف سے شیخ عبدالرحمن صاحب اور دوسری طرف سے ناراوت صاحب بی۔ اے۔ لیڈر آگرہ برادری کشتی دنت ایڈیٹر ستارتھ تھے۔ مباحثہ تین گھنٹہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہی اچھا اثر لوگوں پر ہوا۔ اور بالاتفاق سب لوگ ہماری کامیابی کے مقر تھے۔ کل پھر دو مضمونوں پر مباحثہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے۔ والسلام

سید محمد صادق اشرف ۔۔۔

(۲)

۳- ستمبر- آج مناظرہ "قدامت روح و مادہ" اور "نجات" پر تھا۔ ہماری طرف سے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب ہی مناظر تھے۔ اور آریوں نے اپنے مناظر کو بدل کر "ستیہ دیو" کو کھڑا کیا تھا۔ مناظرہ میں چونکہ آریہ مناظر سے کچھ نہ بن سکا۔ اس لئے آخری تقریر جو شرائط مقررہ کی رو سے ہماری ہونی چاہیئے تھی آریوں نے اس میں جھگڑا شروع کر دیا۔ اور آخری تقریر خود کرنی چاہی۔ جو شرائط کے سراسر خلاف تھی۔ لوگوں نے آریوں کی اس شرائط شکنی اور دوسری چالاکیوں سے آریہ مناظر کی لاجوابی کو کماحقہ محسوس کر لیا۔ فالحمدللہ

توبہ نامہ

حضرت خلیفۃ المسیح فداک ابی وامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۱۴ اگست کے پیغام میں میرے نام سے اعلان فسخ بیعت درج ہے۔ وہ اعلان فی الواقع میری روسیاہی اور خسران دنیا وعاقبت کا موجب ہے۔ میں اس اعلان پر لعنت بھیجتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ اور حضور کے حلقہ بگوشوں اور کفش برداروں کے زمرہ میں داخل ہونا اپنی نجات کا موجب اور اپنے لئے فلاح دارین کا باعث یقین کرتا ہوں۔ اور نہایت انکسار اور ادب سے التجا کرتا ہوں کہ مجھ نابکار اور روسیاہ کو اپنی بیعت میں شامل فرما کر احسان فرماویں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں میری مغفرت کے لئے دعا فرماویں

عذر گناہ بدتر از گناہ نہ سمجھا جاوے۔ تو اس اعلان کی حقیقت صرف یہی ہے۔ کہ مولوی محمد حیات ساکن پیرکوٹ میرے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ وہ جب سے پیغام والوں کے ساتھ ملے ہیں اپنے حقیقی بھائیوں سے جدا ہیں۔ کیونکہ ان کے بھائی سب پیغام پارٹی سے مجتنب ہیں۔ میں نے سوئے اتفاق سے احمدیہ بلڈنگز میں مکان کرایہ پر لیا۔ مولوی محمد حیات میرے پاس دو چار دن رہے۔ انھوں نے مجھے غلط واقعات اور غلط حوالجات دیکر دو چار دن میں بہکایا اور میں اپنی کم علمی۔ اور نا تجربہ کاری کی وجہ سے ان کے دھوکا میں آگیا۔ انھوں نے مجھ سے وہ اعلان لکھوا کر اخبار پیغام میں دیدیا۔ میں اس وقت سے اب تک نہایت منقبض خاطر اور پریشان رہا۔ اب میں نے اپنے انقباض اور پریشانی کو اپنے والد ماجد صاحب سے عرض کیا تو انھوں نے مجھے اصل واقعات وحالات سے آگاہ کیا۔ اور میرا اطمینان کر دیا۔

میں نے احمدیہ بلڈنگز والا مکان سخت نفرت اور کراہت سے چھوڑ دیا ہے۔ اور میں توبہ کرتا ہوں اور خلوص دل سے حضور کی خدمت میں منظوری بیعت کی درخواست کرتا ہوں حضور للہ میری درخواست کو منظور فرما دیں۔

پیغام میں۔ میں نے براہ راست اس عریضہ کی نقل بھیجدی ہے۔ ۱۹- ستمبر ۱۹۱۸ء

والسلام مع الاکرام

بندہ فیروز بخت خاں ولد منشی احمدالدین صاحب پیرو کار نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ

اڑتالیس ہزار کی اپیل

جب سے احباب کی خدمت میں پہنچی ہے۔ ہر طرف سے جوابات آرہے ہیں نیز چندہ بھی وصول ہو رہا ہے۔ ابھی یہ تحریک شائع نہیں ہوئی تھی کہ ڈاکٹر فتح دین صاحب کی نظر سے گذری آپ نے پانسو (۵۰۰) کا چندہ پیش کیا۔

حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ اشتہار مطبوعہ موصول ہوا۔ کل جمعہ میں میں نے کل احباب کو سنا دیا ہے۔ اور ان اغراض کی تکمیل کے لئے پوری توجہ دلائی ہے۔ ...... خدا جماعت کے قلوب کو مائل کرے" دوسرے خط میں تحریر فرماتے ہیں

آپ کے اشتہار پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ دو ہزار تین سو روپیہ کی امداد ضلع سیالکوٹ سے سمجھے وصولی کے لئے فہرست کھولدی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب رقم ارسال ہوگی۔

برادرم محمد الدین صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ نہال تحریر فرماتے ہیں۔

"...... ایک رسالہ 'نہایت ضروری تحریک' پہنچا۔ خوب پڑھا دل پانی پانی ہو گیا۔ ارادہ کر لیا ہے کہ انشاءاللہ یہاں کی تمام جماعت کو جمع کر کے سناؤنگا اور اردگرد کے دیہات میں دورہ کر کے سنا کر ان کو چندہ کے لئے تحریک کرونگا۔ میں اپنی گرہ سے بھی انشاءاللہ چندہ جس قدر ہو سکا کافی دونگا" کلکتہ سے برادرم عبدالرحیم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"...... ایک نہایت ضروری تحریک ملی۔ بعد از نماز جمعہ احمدی برادران کی خدمت میں پیش کیا اس جگہ کی جماعت نہایت غریب ہے۔ گر فضل عمر کے طفیل اللہ نے بڑا ہی فضل کیا ہے۔ متعدد تبلیغی چندے دینے کے اور باوجود اشتہارات تبلیغی پے بہ پے چھپوانے اور تقسیم کرنے۔ اور ہفتہ وار جلسوں کا خرچ برداشت کرنے کے جناب کی تحریک پر نہایت خوشی سے لبیک کہا۔ چندوں کا دسمبر تک دگنا کرنا عملاً منظور کیا گیا۔ اور قرضہ کی ادائیگی میں مبلغ ایکہزار کا ادا کرنا ایک سال کے اندر اندر اپنے ذمے لیا ہے جس کی پہلی ہی قسط پہلے ہی جلسہ میں مبلغ ۲۲۶ روپیہ جمع ہو گیا۔ جو عنقریب ہی حاضر خدمت انشاءاللہ کیا جائیگا۔ ...... مگر آج تک جبکہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۸ء ہے جس قدر روپیہ کی ضرورت کا اظہار کیا گیا تھا اس قدر نہیں پہنچا ہے دو چار روز اکتوبر میں بھی انتظار کیا جائیگا احباب تاخیر نہ فرمائیں۔

نیاز مند عبدالمغنی

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

درخواست دعا

منشی مفضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان درخواست دعا کرتے ہیں۔ ایک بھائی جسکا نام اللہ رکھا ہے ایک عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کیلئے دعا فرمائیں

نماز جنازہ

منشی یا غدین صاحب چک نمبر ۹ ضلع منٹگمری کا ۱۸/۸ کو [illegible] ہیں۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۵ اکتوبر ۱۹۱۸ء

اسلام میں مساوات

اہل ہنود کے متعلق بیاہ شادی کا قانون

ایک اسلامی خوبی کا اعتراف

اسلامی مساوات کا عملی نمونہ جماعت احمدیہ ہے

یہ شرف اور فضیلت صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔ کہ اس نے تمام بنی نوع انسان کو ایک درجہ اور ایک مقام عطا کیا ہے۔ اور ذات پات کی قیود کو توڑ کر عزت اور بڑائی کا معیار نیکی اور تقویٰ رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہ تم میں سے معزز اور مکرم وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اسلام کسی کی عزت و توقیر بڑائی اور بزرگی کی وجہ یہ نہیں قرار دیتا۔ کہ وہ کسی بڑے خاندان یا بڑی قوم کا فرد ہے۔ بلکہ ذاتی خوبی۔ اور وہ نیکی اور پاکیزگی۔ تقویٰ و طہارت کو وجہ فضیلت جانتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ایک ایسا متقی اور پرہیزگار انسان جو کسی ایسی قوم میں سے ہو جو دنیاوی لحاظ سے کم درجہ کی سمجھی جاتی ہے۔ اس گندے اور خدا سے دور انسان سے۔ جو دنیاوی طور سے کسی بڑی اعلیٰ قوم میں سے ہو بہت زیادہ عزت اور توقیر رکھتا ہے۔ اور اسے اسلام ہر قسم کے مذہبی و معاشرتی تعلقات میں پورا پورا شریک قرار دیتا ہے۔ اور کسی قسم کے تعلقات میں اس کی قومیت کو حائل نہیں ہونے دیتا۔ یہ اسلام کی اتنی بڑی خوبی اور ایسی اعلیٰ تعلیم ہے۔ کہ اب وہ اقوام بھی جو مذہبی طور پر ذات پات کی قیود میں نہایت مضبوطی کے ساتھ جکڑی ہوئی ہیں۔ اور جنہیں ان کا مذہب ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ ایک ذات کے لوگ دوسری ذات کے لوگوں کو اپنے شادی بھیجیں۔ اور ان سے معاشرتی تعلقات پیدا کر سکیں۔ وہ بھی مجبور ہو رہی ہیں کہ اسلام کے اس زریں اصول مساوات کی نقل اتاریں اور ذات پات کی قیود کو ڈھیلا کر کے آپس میں شادی بیاہ کے تعلقات پیدا کر سکیں۔ چنانچہ ۵ ستمبر ۱۹۱۸ء کو امپیریل قانونی کونسل میں مسٹر پٹیل نے ایک مسودہ پیش کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہندوؤں میں کوئی شادی اس لئے ناجائز نہ ہوگی۔ کہ مرد اور عورت ایک ذات اور ایک برادری سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ مختلف ذاتوں کے ہیں۔ یا کہ وہ شادی کسی رسم و رواج یا ہندو دھرم شاستر کے مطابق نہیں ہے۔ یہ قانون سارے ہندوستان کے ہندوؤں پر حاوی ہوگا۔ مسٹر موصوف نے اس قانون کے پاس ہو کر نفاذ پذیر ہونے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ صورت میں اگر دو مختلف ذات کے ہندو مرد و عورت آپس میں تعلقات زن و شو پیدا کر لیں تو ان کی اولاد رائج الوقت ہندو قانون کے مطابق ولد الحرام ہوگی۔ جس سے بڑے بڑے نقصان پہنچ رہے اور ظلم و ستم ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ایسی اولاد کو اپنے باپ کے ورثہ سے بالکل محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں آنریبل مسٹر موصوف نے صوبجات کی ہائی کورٹوں کی کئی ایک نظیریں پیش کیں اور بتایا کہ کیسی ایسے قانون کی عدم موجودگی میں جس کی تحریک کی گئی ہے کیسی دشواریاں اور مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ انہوں نے بمبئی ہائی کورٹ کی ایک نہایت دلچسپ مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ "مختلف طبقات کے مرد و عورت کے مابین ایک شادی کو پچیس سال کا طویل عرصہ گذر چکا تھا اور اس سے آٹھ بچے موجود تھے۔ مگر بمبئی ہائی کورٹ نے ہندو قانون کے مطابق اس شادی کو ناجائز قرار دیکر تمام کی تمام اولاد کو ولد الحرام ٹھہرا دیا اسی قسم کی مشکلات پیش کر کے کہا گیا کہ یہ مسودہ انصاف اور اخلاق کے لحاظ سے منظور ہونے کا مستحق ہے۔

امپیریل کونسل کے اکثر ہندو ممبروں نے اس کے خلاف تقریریں کیں۔ لیکن باوجود اس کے آنریبل سر ولیم ونسنٹ ہوم ممبر نے اس کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسودہ ہذا ویسا ہی ہے جیسا کہ چند سال ہوئے مسٹر باسو نے پیش کیا تھا موجودہ مرحلہ میں اس بل کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں۔ بلکہ اسے بہ طلب رائے مشتہر کر دینا چاہئے یہ کارروائی منظوری مسودہ کے مترادف نہ ہوگی۔ اس معاملہ میں گورنمنٹ زیادہ تر ان لوگوں کی رائے کو رہنما بنائیگی۔ جن کا مسودہ ہذا سے زیادہ موثر ہونا قرین قیاس ہے۔

سرکاری ممبر کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ہندوؤں کے اس معاملہ میں جو مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ بطور خود دخل دینا نہیں چاہتی مگر البتہ ان لوگوں نے ان نقائص اور خرابیوں کی وجہ سے جن کا حوالہ آنریبل مسٹر پٹیل نے اپنی کونسل کی تقریر میں دیا ہے۔ اور جو واقعی بہت وزنی اور اہم ہیں اس کی تائید میں اپنی آواز بلند کی۔ تو گورنمنٹ ضرور اس طرف توجہ مبذول کرے گی۔ اور ایسی صورت میں ممکن ہے۔ یہ مسودہ پاس ہو جائے۔

چونکہ ذات پات کے بندھنوں اور دھرم شاستر کی قیود سے ہندو صاحبان بہت کچھ نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اور اب ان سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ اس لئے امید ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ ان کا اکثر حصہ اس قانون کی تائید میں آواز اٹھائیگا چنانچہ آریہ سماجی ہندوؤں نے متفقہ طور پر اس

کے منظور ہونے کے حق میں رائے دی ہے اور اخبار پرکاش نے تو یہاں تک لکھدیا ہے۔ کہ

"ہمیں یقین ہے۔ کہ آزاد خیال تعلیمیافتہ ہندو بھی چاہے وہ آریہ سماج سے تعلق نہیں بھی رکھتے اس قانون کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ ذات پات کی وجہ سے انتخاب کا دائرہ کس قدر تنگ ہے۔ اور کیسے غیر مطابق لڑکے اور لڑکیوں کے سر جوڑے جاتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے کس قدر زندگیاں تلخ ہو رہی ہیں"

اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ:-

"آریہ سماج میں اس قانون کے حق میں باقاعدہ تحریک ہونی چاہئے۔ آنریبل مسٹر پٹیل کا شکریہ ادا کرنا اور گورنمنٹ کو جتلانا چاہئے کہ ہم مسٹر پٹیل کے ساتھ ہیں"

آریہ سماجی حلقہ سے اس مسودہ کی تائید کا ہونا اور اس کی ضرورت کو نہایت کھلے الفاظ میں تسلیم کرنا بتا رہا ہے کہ ذات پات کی قیود کے نقصانات کا وہ صاف طور پر اعتراف کر رہے ہیں اور ان سے آزاد ہونے کے لئے بیتاب ہیں یہ الگ بات ہے کہ اس میں انہیں کامیابی نہو سکے کیونکہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ اور جیسا کہ سناتنی ہندو اسے ثابت کر رہے ہیں۔ اور امپیریل کونسل کے بعض ہندو ممبران نے بھی اس مسودہ کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ دھرم شاستر کے مطابق شادی کوئی سول معاہدہ نہیں۔ بلکہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ اور گورنمنٹ نے مذہبی معاملات میں عدم مداخلت کی جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اس پر اسے قائم رہنا چاہئے۔ اس لئے گورنمنٹ اس وقت تک ... میں دخل نہ دے۔ جب تک تمام ہندو اس کی مداخلت کو بخوشی منظور کر لیں۔ لیکن اس سے یہ تو صاف طور پر عیاں ہے کہ ہندوؤں کا ایک ایسا طبقہ جو اپنے آپ کو روشن خیال اور تعلیم یافتہ قرار دیتا ہے۔ ذات پات کی ان قیود کا جو دھرم شاستر نے ان کے لئے قرار دی ہیں پابند نہیں رہنا چاہتا۔ اور ان سے آزاد ہو کر اس شاہراہ پر چلنا چاہتا ہے۔ جس کی تیاری کا شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ اسلام کی صداقت کا ایک ایسا ثبوت ہے۔ جس کے اعتراف کے لئے۔ اس کے مخالفین مجبور ہو رہے ہیں۔

کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے ذات پات کی قیود کو کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی روا نہیں رکھا۔ اور اپنے تمام پیروؤں کو ایسا درجہ مساوات عطا کیا ہے۔ کہ جس کی نظیر کسی اور مذہب میں ملنی ناممکن ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام میں ایسی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ جن کو دیکھ کر دنیا حیران رہجاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آجکل کے مسلمان کہلانے والے بھی ذات پات کی الجھنوں میں پڑے ہوئے ہیں لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ اسلام ان کے اس فعل کا ذمہ وار ہے۔ اور جس طرح اہل ہنود ہندو دھرم شاستر کے رو سے ذات پات کی قیود میں پابند رہنے کے لئے مجبور ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو اسلام نے اس قسم کی قیود میں جکڑ رکھا ہے بلکہ اس کی وجہ اسلام سے بے خبری اور ہندو رسم و رواج کی پابندی ہے۔ اگر مسلمان واقع میں مسلمان ہوتے۔ اور اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلتے تو ان میں کبھی یہ برائی اور نقص نہ پیدا ہوتا۔ اور وہ ہرگز اسلام کی تعلیم مساوات کو پس پشت ڈالکر ذلیل و رسوا نہ ہوتے۔ لیکن چونکہ وہ برائے نام مسلمان رہ گئے ہیں اور اسلام کی تعلیم سے بالکل بے خبر ہو گئے۔ اور دوسروں کی رسومات کے پابند ہو کر ننگ اسلام بن گئے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اسلام کی اصلی تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو بھیجا۔ جنہوں نے آکر ایک ایسی جماعت تیار کر دی ہے۔ جو خدا کے فضل و کرم اور اسی کی توفیق سے اسلام کی تعلیم کا زندہ نمونہ ہے۔ اور اس میں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ایسی مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ جن میں بیاہ شادی کے تعلقات میں ذات اور قومیت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ بلکہ تقویٰ۔ طہارت خوبی اور نیکی کو مد نظر رکھکر اس قسم کے تعلقات پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور عملی طور پر اسلامی مساوات کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے جہاں اسلام کے اس بے نظیر اصل کی صداقت اور خوبی ظاہر ہو رہی ہے۔ جس کو اپنے ہاں جاری کرنے کے لئے غیر مذاہب والے مجبور ہو رہے ہیں وہاں یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ حقیقی اسلام کی پابند۔ تعلیم اسلام پر چلنے والی اگر اس وقت کوئی جماعت ہے تو وہ وہی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے تیار کی ہے۔

کاش مسلمان اگر اور نہیں۔ تو اس جماعت کی اس خوبی کو غور و فکر کی نظر سے دیکھیں۔ اور اس میں شامل ہو جائیں۔ تاکہ وہ بھی اسلام کے حقیقی پیرو بن سکیں اور دوسروں کے مقابلہ میں اسلام کی ان خوبیوں کو عملی طور پر پیش کر سکیں۔ جنہیں وہ عمل میں لانے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔

النظر

صفیہ کا خطبہ

یہ ہمشیرہ صفیہ کا رسالہ "انوکھی استانی" کا دوسرا حصہ ہے۔ حصہ اول کا دسواں باب اس کے لئے بطور تمہید کے تھا۔ اس میں قصہ کی رکن اعلیٰ "صفیہ" نے اپنے محلہ کی مستورات کو جمع کیا ہے۔ اور اس کی زبانی مصنف نے نہایت مفید اور موثر اور پر از معلومات اور عام فہم تقریر کی ہے۔ جس کا پڑھنا نہ صرف مستورات کے لئے مفید ہے۔ بلکہ مرد بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ احباب کو چاہئے کہ اس سلسلہ تالیفات کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اس سے ان کے گھروں میں زنانہ بہترین لٹریچر جمع ہو جائیگا۔ اس رسالہ کی قیمت مجلد ۲/ کم قیمت ۱/ ۔ اجلد کا ایک روپیہ اور غریب طلبا او کم سا ...

خطبہ جمعہ

حقیقی تعریف وہ ہی جو خدا کیطرف سے ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دنیا میں عزت حاصل کرنیکی خواہش عام ہے

عزت اور تعریف ان چیزوں میں سے ہیں۔ جن کے لئے انسان باقی چیزوں کے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے لوگ ہزاروں روپیہ صدقہ و خیرات میں خرچ کرتے ہیں جس سے ان کی نیت بنی نوع کی حاجت روائی اور مذہبی احکام کی بجا آوری نہیں ہوتی۔ اور نہ رضاء الٰہی کے حصول کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی غرض تمام صدقہ و خیرات سے صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگ ان کی تعریف کریں کہ فلاں بڑا مخیر ہے۔ جو غریبوں میں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ پھر لوگ عزت و تعریف حاصل کرنے کے لئے اپنی عمر خرچ کر دیتے ہیں۔ زندگی قربان کر دیتے ہیں۔ لڑائیوں میں جان لڑا دیتے ہیں۔ علمی مسائل کی تحقیق میں زندگیاں ختم کر دیتے ہیں۔ اولادوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ وطنوں اور عزیزوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں نام آوری حاصل کریں۔

یہاں پر عزت و تعریف مترادف الفاظ ہیں کیونکہ جو بخیل ہو اس کی کوئی تعریف نہیں کرتا اور وہ معزز بھی نہیں ہوتا۔ پس تعریف کے لئے لوگوں کی نظروں میں حسین و خوبصورت دکھائی دینے کے لئے انسان جان بھی قربان کر دیتا ہے۔ گو وہ جانتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد لوگوں کی تعریفیں میرے کسی کام نہیں آئینگی۔ تاہم وہ چاہتا ہے۔ کہ مر کے ہی اسے حاصل کروں۔ اور جب لوگ مجھے یاد کریں تعریف اور عزت کے ساتھ ہی یاد کریں۔ پھر اموال کو قربان کر دیتا ہے۔ حالانکہ جانتا ہے۔ کہ مال خرچ ہو جانے کے بعد میں ایک مفلس اور غریب شخص ہو جاؤنگا۔ مگر اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ یہ تو کہیں گے کہ اس نے اپنا مال غربا کی مدد کے لئے خرچ کر ڈالا۔

پھر یہ خواہش ادنیٰ اور متوسط درجہ کے لوگوں کو ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی ہوتی ہے۔ بادشاہوں نے بھی کوششیں کی ہیں کہ لوگ ان کی تعریف کریں۔ پہلے زمانہ میں ایسا بھی کرتے تھے۔ کہ بادشاہ گذرتے ہوئے یونہی کسی کو روپے دے دیتے۔ یا کوئی ایسا طریق ایجاد کرتے جس سے عام لوگوں میں ان کے عدل و انصاف کی خاص شہرت ہو۔ اور ان کی تعریف کی جاوے۔

غرض ایسے ایسے طریق اختیار کئے جاتے تھے۔ کہ عوام الناس میں جو ان کے حالات سے واقف نہیں ہوتے تھے۔ ان کی تعریفیں ہونی چاہئیں۔ دوسرے وقت میں وہی بادشاہ لوگوں کے مال بھی ظلم سے چھین لیتے

حصول تعریف کی خواہش کی ایک مثال

غرض تعریف ایسی چیز ہے۔ کہ اس کی بادشاہوں کو بھی احتیاج ہے۔ اسی لئے مشہور ہے کہ بادشاہوں کے دربار میں خوشامدی بھرے ہوتے ہیں۔ تعریف ایسی چیز ہے۔ کہ بادشاہ غلاموں کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خواہش جنون کے طور پر لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ مثل مشہور ہے۔ خدا جانے کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن آخری طور پر اس خواہش کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو انسانوں میں ہوتی ہے کہ ان کی تعریف کی جاوے۔ اور تعریف کی خواہش [illegible] پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں ایک عورت تھی اس نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی انگوٹھی بہت قیمت صرف کر کے بنوائی۔ خواہش یہ تھی کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہوگا کئی دنوں تک وہ پہنتے رہی۔ مگر کسی نے ادھر توجہ نہ کی۔ اس نے اس انگلی کے ساتھ اشارے بھی کئے۔ مگر اتفاق کی بات ہے۔ تب بھی ادھر کسی کی توجہ نہ گئی۔ جب کسی نے بھی توجہ نہ کی تو اس عورت نے دل میں سوچا کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرنا چاہئے جس سے لوگ اس انگوٹھی کو دیکھنے کے لئے مجبور ہو جائیں۔ یہ سوچ کر اس نے رات کے وقت اپنے گھر میں آگ لگا دی۔ لوگوں کے آنے میں ہوئی دیر۔ گھر سارے کا سارا جل گیا۔ عورتیں آئیں اور پوچھا بہن کچھ بچا بھی۔ اس نے جواب دیا بہن صرف یہ انگوٹھی بچی ہے۔ عورتوں کی طبیعت ایسی ہوتی ہے کہ زیورات کو بہت پسند کرتی ہیں۔ کسی عورت نے کہا بہن یہ انگوٹھی تو بہت خوبصورت ہے۔ کب بنوائی۔ انگوٹھی والی نے سر پیٹ کر کہا کہ اگر تو پہلے پوچھتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔

غالباً یہ قصہ جھوٹا ہے۔ مگر مطلب اس کا یہ ہے کہ تعریف حاصل کرنے کی خواہش لوگوں میں بعض دفعہ یہاں تک ترقی کر جاتی ہے۔ کہ وہ گھر بار پھونک دیتے ہیں۔ پس تعریف حاصل کرنے کے لئے لوگ کسی چیز کے قربان کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔

تعریف کے اقسام

تعریفیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض سچی بعض جھوٹی۔ گورنمنٹ بعض لوگوں کو خطاب دیتی ہے "خان بہادر"۔ ان خطاب یافتوں میں سے کئی تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ واقعی "خان بہادر" ہی ہوتے ہیں لیکن کئی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ نہ وہ فی الواقع "خان" ہوتے ہیں نہ "بہادر" بلکہ نہایت درجہ کے بزدل ہوتے ہیں لیکن اگر ان کے نام کے ساتھ "خان بہادر" نہ لکھا جاوے یا نہ بولا جاوے۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ تمہیں اتنی بھی تمیز نہیں کہ کسی کا پورا نام ہو۔ تو اب یہ "خان بہادر" ان کے نام کا جزو ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خان بہادر کی

جو حقیقت ہے وہ ان میں متحقق نہیں ہوتی بعض لوگ اپنے بچوں کا نام ہی "بہادر" رکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت "مولوی صاحب (خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہماری ایک رشتہ دار عورت نے اپنے بچہ کا نام "رضا بہادر" رکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ نام تو نے کس لئے رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے فلاں رشتہ دار کو سرکار سے "رضا بہادر" کا خطاب ملا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے بڑے ہو کر اسکو یہ خطاب ملے یا نہ ملے۔ اس لئے میں نے اس کا نام ہی "رضا بہادر" رکھ دیا۔ کیونکہ اگر خطاب یافتہ کو "خان بہادر" کہیں گے تو یہ بھی "خان بہادر" ہی کہلائیگا۔ پس جو لوگ گورنمنٹ سے خطاب "خانبہادری" کا حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت میں خانبہادری کی کوئی بات نہیں ہوتی اسی طرح بعض لوگوں کا نام ہوتا ہے "شیر خان" حالانکہ وہ بکری سے بھی کمزور دل ہوتے ہیں یا کسی کا نام ہوتا ہے "محمد تقی" مگر اس جیسا شقی ملنا مشکل ہوتا ہے پس بہت سے نام اور تعریفیں ہوتی ہیں۔ جو حقیقت سے علیحدہ ہوتی ہیں

پس بہت لوگ تعریف حاصل کرنے کے لئے بہت کوشش کرتے ہیں۔ مگر بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ تعریف تو ان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ جھوٹی تعریف ہوتی ہے۔ جس سے وہ دل میں شرمندہ ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص درحقیقت بزدل ہو اس کو اگر بہادر کہا جائیگا۔ تو اس کے جسم پر ضرور کپکپی آ ہی جاتی ہوگی۔

سچی اور جھوٹی تعریف کیلئے عربی الفاظ

عربی زبان میں جو ام الالسنہ ہے اور خدا تعالےٰ نے ابتداء آفرینش میں انسان کو بذریعہ اپنے الہام کے تعلیم کی تھی تاکہ وہ اپنا مدعا ایک دوسرے سے کہہ سکیں اس میں سچی تعریف اور جھوٹی تعریف میں فرق کیا گیا ہے یعنی تعریف کے لئے دو لفظ ہیں۔ ایک مدح دوسرا حمد۔ مدح تو وہ ہے۔ کہ اس میں سچی اور جھوٹی دونوں قسم کی تعریفیں آ سکتی ہیں۔ اگر کوئی کمزور ہو۔ بزدل ہو جاہل ہو تو ان کی مدح میں شہ زور بہادر۔ عالم کہہ سکتے ہیں۔ مگر سچی تعریف کے لئے مدح کا لفظ کبھی نہیں لائیں گے۔ ہاں حمد ہوگی جو کمزور کو شہ زور بزدل کو بہادر اور جاہل کو عالم کہتا ہے۔ وہ اس کی مدح کرتا ہے۔ نہ کہ حمد تو یہ لوگ ممدوح ہونگے۔ محمود نہیں ہونگے عربی زبان میں شاعر جو تعریف کریگا اس کو مدح کہیں گے حمد نہیں کہیں گے۔ کیونکہ اکثر شاعر تعریف میں مبالغہ بھی کیا کرتے ہیں لیکن جہاں واقعات نفس الامری سے کسی کی تعریف کی جائیگی۔ تو وہ اس کی حمد ہوگی۔ پس یہ فرق ہے جو عربی زبان میں سچی اور جھوٹی تعریف میں رکھا گیا ہے۔

بعض تعریفیں محمود ہوتی ہیں بعض مذموم

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ نے تعریف کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تعریف کبھی تو افعال کا نتیجہ ہوتی ہے یعنی اچھے کام اس لئے کئے جاتے ہیں کہ لوگ تعریف کریں اور کبھی اچھے کام تو کئے جاتے ہیں مگر ان میں یہ خواہش نہیں ہوتی کہ لوگ تعریف کریں گے۔ مگر چونکہ وہ کام اچھے ہی ہوتے ہیں بغیر ان کی خواہش کے بھی لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص ڈوبتے کو بچاتا ہے۔ اور اس کی خواہش ہے۔ کہ لوگ اس کے اس فعل کی تعریف کریں۔ تو خواہش تو اس کی پوری ہو جائیگی گو نتیجہ اچھی تعریف نہیں ہوگی۔ مگر ایک دوسرا ہے جو کسی کو ڈوبتا دیکھتا ہے۔ اور وہ اس کو بچانے کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے مگر اس کی کوئی خواہش نہیں ہوتی کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ یا کوئی شخص غرباء میں روپیہ اس لئے تقسیم کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ اور دوسرا وہ ہے جو بغیر تعریف کی خواہش کے غرباء میں روپیہ تقسیم کرتا ہے۔ تو ان میں ایک کا فعل محمود ہوگا۔ دوسرے کا مذموم۔

حقیقی تعریف خدا کے پاس ہے

پس انسان تعریف کے لئے کوشش کرتا ہے۔ کبھی تو وہ تعریف مذموم ہوتی ہے کبھی محمود۔ پھر کبھی وہ تعریف مدح ہوتی ہے کبھی حمد۔ حقیقی خوشی انسان کو اگر حاصل ہو سکتی ہے تو حمد میں ہو سکتی ہے۔ ورنہ مدح سے تو شرمندہ بھی ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ تعریف کے حصول کے لئے تم دنیا میں بہت بہت کوششیں کرتے ہو مگر جس رنگ میں بھی تمہاری کوششیں ہوں ان کا نتیجہ ممکن ہے مدح ہو۔ اور جو تعریف حاصل ہو وہ مذموم ہو۔ سچی تعریف کے حصول کا ذریعہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ فرمایا الحمد للہ رب العالمین

(۱) سب سچی تعریفیں خدا کیلئے ہیں۔ (۲) سچی تعریفیں خدا سے آتی ہیں۔ جو تعریف خدا کی طرف سے نہ ہو وہ حمد نہیں ہو سکتی۔ سب حمدیں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ پس ایک ہی ذریعہ ہے جس سے تم سچی تعریف اور حمد حاصل کر سکتے ہو۔ وہ یہ کہ جس کے پاس سچی تعریفیں ہیں۔ جس کے قبضہ میں تمام حمدیں ہیں۔ اسی سے مانگو۔ جس کے پاس ہوگا وہی کچھ دیگا۔ جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوگا۔ وہ کیا دیگا۔ پس تمام خوبیاں تمام سچی تعریفیں تو خدا کے پاس ہیں۔ کیوں نہ انسان اس سے مانگے تاکہ اس کو دیا جائے۔ جو لوگ خدا کو چھوڑ کر معبودوں سے مانگتے ہیں ان کو کچھ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ سچی تعریفیں تو خدا کے سوا کسی کے پاس نہیں ہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کسی شخص کو جوتے کی ضرورت ہو۔ تو قصائی کے پاس چلا جائے۔ اور گوشت کی ضرورت ہو تو بزاز کے پاس یا زمیندار کے پاس چلا جائے۔ ان سے اسکو کچھ نہیں ملیگا۔ وہ اسکو پاگل شمار کریں گے۔ اور ہنسی میں اڑاتے رہیں گے۔

حقیقی تعریف خدا سے مل سکتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ الحمد للہ رب العالمین دنیا میں لوگ تعریف حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جو ذرائع اس کے حصول کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے اور باطل ہوتے ہیں۔ سچی تعریف خدا سے آتی ہے جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دنیادی ذریعہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ سچی تعریف اور حمد سے محروم رہتے ہیں۔ حقیقی تعریف خدا کے خزانہ میں ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں سچی تعریف ہو۔ ایک بھی حمد نہیں جو انسان سے ملے۔ تمام حمدیں اور سچی تعریفیں خدا کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب تک خدا سے نہ مانگی جائیں اس وقت تک کہیں سے نہیں مل سکتیں اللہ وہ ہے جو رب العالمین ہے۔ تمام مخلوقات پر رحم کرنے والا ہے الرحمن الرحیم ہے وہ ایسا ہے جو بن مانگے بھی تعریفیں دیدیا کرتا ہے کیونکہ بخیل نہیں ہے رحمن ہے۔ پھر وہ رحیم ہے محنت کرنے پر اچھے سے اچھے نتائج عنایت فرماتا ہے۔

جو تعریف خدا کی طرف سے ملتی ہے وہ ختم نہیں ہوتی

ایک حمد عارضی ہوتی ہے۔ کہ ایک شخص نے کام کیا دوسرا مشکور ہو گیا۔ اس کی زندگی ختم ہو گئی۔ یا وہ جس سے اپنے کچھ سلوک کیا تھا مر گیا۔ اس کی تعریف ختم ہو گئی یا وہ شخص جس نے ایک کام کیا دنیا اس کی تعریف کرتی ہے۔ پھر کچھ ایسے تغیرات پیدا ہوئے کہ اس کی حالت میں تغیر پیدا ہو گیا اس سے وہ پہلی تعریف مٹ گئی حقیقی سے غیر حقیقی ہو گئی۔ خدا کی حمد وہ ہے۔ جو اس دنیا میں ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ یہ وہ حمد ہے۔ جو اگلی دنیا میں بھی ساتھ جائیگی۔ باقی لوگوں کی حمد ایسی حمد ہوتی ہے جو ختم ہو جاتی ہے۔ مگر خدا کی طرف سے آنے والی حمد کبھی ختم نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ مالک یوم الدین ہے۔

جو شخص خدا کے لئے قربان ہو جائے۔ اس کی زندگی اسی کے لئے ہو جائے۔ اس کا چلنا پھرنا کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ مرنا جینا سب خدا کے لئے ہو جائے۔ خدا کی رضا حاصل کرنا ہی اس کا مقصد و مدعا ہو۔ ایسے شخص کو جو حمد ملیگی وہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ ایک شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہوا۔ کہ اس نے اپنی ہر ایک حالت کو خدا کے لئے ہی کر دیا۔ آج کروڑوں کروڑ انسان اس کی حمد کرتے ہیں۔ اور خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کی سچی تعریف کرنے والی ایک نہ ایک جماعت دنیا میں ضرور رہیگی۔ پھر آپ سے وعدہ فرمایا کہ انا اعطینک الکوثر علاوہ اس دنیا میں کوثر عنایت فرمانیکے اگلے جہان میں بھی جہاں جام پلائے جائینگے آپ ہی ساقی ہونگے۔ پس آپ کی حمد کبھی ختم نہیں ہوگی۔ پس انسان کو چاہئے کہ خدا کے لئے ہو جائے تاکہ اس کو سچی تعریف اور حمد نصیب ہو۔ تمھیں ہیرے کی تلاش ہے شیشے پر مت خوش ہو جاؤ۔ اگر واقعی اور سچی تعریف چاہتے ہو تو خدا کے لئے ہو جاؤ۔ پھر تمھیں سچی تعریف اور حمد حاصل ہوگی۔ اور جب وہ تعریف حاصل کروگے تو وہ ایسی تعریف ہوگی۔ جو کبھی قطع نہیں ہوگی

صداقت الاسلام

دیانندی شبہات کا قلع قمع

(۴)

از جناب مولوی محمد محفوظ الحق صاحب علمی

غنیمت کا مال اور نافہموں کا ملال

مہاشہ جی سورہ انفال کی دو آیتوں کا ترجمہ لکھ کر جھوٹ کے میل اور ملال سے بھرا ہوا اعتراضی نوٹ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ اس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ جو کچھ لوٹ لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے نکال ڈالو۔ باقی تمھارے لئے حلال ہے گا

مہاشہ جی نے جن آیتوں پر یہ اعتراض کیا ہے انھیں ہم خود نقل کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ مہاشہ جی کا طعن آمیز اعتراض بالکل توہم باطل ہے۔ پہلی آیت ملاحظہ ہو۔ یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول دوسری آیت واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسکین وابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان انفال یعنی جو چیز غنیمت میں ملی ہے اس میں کا خمس (پانچواں حصہ) الہی امور اور خدائی کاموں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور اہل قرابت یتامیٰ و مساکین اور مسافروں کے لئے ہے۔ کہ ان کی ہمدردی و ضروریات پر صرف کیا جائے۔ پھر ان نیک کاموں کی اہمیت اور غایت بھی صاف بتلادی کہ اگر تم خدا تعالےٰ اور اس کی غیبی مدد کے احسان و انعام پر یقین رکھتے

ہے جو اس نے اپنے پاک بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر یوم الفرقان یعنی فیصلہ کے روز اتارے ہیں
جس روز کہ اہل اسلام اور کافروں کے دونوں
گروہ (جنگ بدر میں گتھ گئے) تو انعام الٰہی و غیبی
مدد پر یقین کے ساتھ تمہیں ضروری ہے۔ کہ خدا
کی نعمت نیک کاموں اور ان مصارف خیر میں صرف
کرو۔ یہ ہے خدا کے پاک کا پاک فرمان۔ مگر
مہاشہ جی نے اپنی طرف سے "لوٹ لاؤ" ترجمہ
کرکے بدنما بلکہ اپنے ارادہ سے نشانہ اعتراض بنایا
کہ گویا (معاذ اللہ) صحابہ رضی اللہ عنہم لوٹ مار کرتے
تھے۔ اس طرح مہاشہ جی نے دنیا کے مصلحین
و مقدس حضرات کو اپنے یا اپنے اگلوں کے حالات
کی عینک سے دیکھ کر سازش کا جالا اور بغاوت
کا دھندہ رکھنے والی آنکھ کا اشتہار دیا ہے مہاشہ
جی کو ذرا تو غیرت سے کام لینا تھا۔ آخر ایسی بھی
کیا بے حیائی کہ سہ

انصاف نہ آتا تھا کچھ شرم ہی آجاتی
اس حرکت بیجا پر جھکتیں تو ذرا آنکھیں

انفال یا غنیمت کا ترجمہ لوٹ کرکے دھوکہ دینے
کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق
مفصل عرض کرتے ہیں۔ انفال و نفل کے معنی لغت
میں شے زائد کے ہیں۔ یعنی وہ شے جو محنت کے
زائد و علاوہ حاصل ہو جائے جسے بخشش بھی
کہتے ہیں۔ قرآن شریف بھی اس کی شہادت
دیتا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے۔

ووھبنا لہ اسحٰق و یعقوب نافلۃ

حضرت ابراہیم کو ایک بیٹا ہم نے اسحٰق عطا کیا
(جس کے لئے انھوں نے دعا کی تھی) اور یعقوب
پوتا ہم نے اپنی طرف سے بخشش کیا۔ اور
اس آیت میں بھی نافلہ معنی زائد ہے۔ ومن
الّیل فتہجد بہ نافلۃ لک اور رات کے
ایک حصہ میں نماز تہجد بھی پڑھا کرو۔ تمہارے
لئے یہ (فرض پنجگانہ کے علاوہ زائد ہے)
پس ان دونوں آیتوں میں نافلہ معنی شے زائد کے

اسی طرح غنیمت کے معنی ہیں وہ چیز جو محنت و
مشقت کے علاوہ زائد حاصل ہو جیسے ولا تقولوا
لمن القیٰ الیکم السلم لست مؤمنا
تبتغون عرض الحیٰوۃ الدنیا فعند اللہ
مغانم کثیرۃ۔ اور جو شخص اظہار اسلام کے لئے
تم سے سلام علیک کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان
نہیں اور اس کہنے سے تمہارا مقصود زندگی کا ساز و
سامان ہو۔ نہیں۔ بلکہ خدا کے ہاں (تمہارے
لئے) بہت سی غنیمتیں موجود ہیں۔" اس جگہ بھی
مغانم کے معنی عطیہ زائدہ کے ہیں۔ جو ہم نے
اوپر بیان کئے ہیں

پس جب یہ معلوم ہو چکا۔ تو اب ان تمام
آیات میں جہاں انفال یا غنیمت کا ذکر ہے شے
زائد ہی مراد ہے۔ "لوٹ" جو مہاشہ جی کا منشا ہے
اس کا کوئی تعلق قرآن پاک سے نہیں۔ قرآن
اور مسلمان اس سے پاک ہیں۔

اب ہم یہ بتاویں کہ قرآن پاک ایسے جرائم
سے سخت زور کے ساتھ روکتا ہے۔ سنئے۔

ان اللہ لا یحب الخائنین (سورہ انفال)
اللہ خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا
لا تبخسوا الناس اشیاءھم و لا تعثوا
فی الارض مفسدین (سورہ اعراف)
لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد کرنے
والے نہ بنو۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ
ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
خدا ترسی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے
کی مدد کرو اور بغاوت اور بدکاری کے کاموں
میں مدد نہ دو۔ پس ایسی زبردست تعلیم و صریح
احکام کے ہوتے ہوئے ایسا وہم و گمان اور غلط فہمی
و غلط گوئی بجز متعصب اور جھوٹے شخص کے کون
کر سکتا ہے۔ کاش یہ لوگ ذرا تو سوچتے۔ اور کچھ
تو سمجھ سے کام لیتے۔ سہ

نہ سمجھا ایک بھی گو لاکھ سمجھایا اسے ہم نے
اگر اب بھی نہ سمجھے وہ تو اس کو خدا سمجھے

پس خلاصہ یہ ہے کہ جنگوں میں جب فریق مقابل شکست
کھا کر بھاگ جائے یا مر جائے تو دشمن کے مال کو ضائع
نہ کرو۔ نہ پھینکو نہ جلاؤ۔ بلکہ منضبط طریق سے خوش اسلوبی
کے ساتھ مصارف خیر میں دینی ضروریات اور مستحقین
کی خدمات میں صرف کرو۔ خدا کی دی ہوئی نعمت سے
فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ حاصل شدہ اشیاء کو پھینک دینا
یا جلا دینا ایک بڑی نادانی ہے اور تاکہ بار بار یہ سوال
کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ کہ کتنا الٰہی کاموں میں صرف
کریں۔ اور کس قدر اپنے کام میں لائیں۔ اس لئے خمس
مقرر کر دیا گیا تاکہ ایک جامع قانون اور مکمل انتظام کے
ماتحت تمام امور انصرام پائیں۔ کوئی عقل سلیم تو اس سے
ہرگز منکر نہ ہوگی۔

معترض صاحب کی حواس باختگی و پریشانی

غالباً معترض صاحب بیہودہ اعتراض لکھتے لکھتے اکتا
گئے۔ اور ان کا دماغ
چکرا گیا۔ کیونکہ جس طرح
کوئی حواس باختہ و پریشان آدمی کچھ سے کچھ کہنے
لگتا ہے۔ یہی نقشہ معترض صاحب کا نظر آتا ہے۔
چنانچہ وہ ایک اعتراض یوں کرتے ہیں:۔

"خدا کا دین اسلام ہے۔ اس کے سوا وہ سب
پریشان (آل عمران رکوع ۱۷) اور جو کسی نے بجز اسلام
کسی دوسرے دین کو اختیار کیا۔ اس سے خدا اس
دین کو ہرگز قبول نہیں کریگا۔ اور ایسا اس دین کا ماننے
والا آخرت میں خراب ہوگا"

ترجمہ سخت قابل گرفت ہے۔ لیکن اس کو چھوڑ کر ہم پوچھتے
ہیں کہ اعتراض کیا ہے جبکہ اسلام ہی خدا کا سچا دین ہے
تو کیا خدا اپنے مذہب کے سوا اور مذاہب سے خوش
ہو سکتا ہے اگر اوروں سے بھی خوش ہو سکتا ہے۔ تو
پھر حق و باطل کی تمیز کی کیا ضرورت۔ ذرا غور کی آنکھوں
سے ملاحظہ کیجئے۔ کہ اسلام کے معنی خدا کی طاعت میں
گردن جھکانے کے ہیں۔ اور سلم و سلام و سلامتی بھی اسی
میں پائی جاتی ہے۔ پھر آج دنیا کے رزمگاہ میں جدھر
نظر اٹھا کر دیکھو ہر مذہب والا اپنے کو خدا کی طاعت
میں گردن جھکانے والا کہہ رہا ہے اور معنی خود کو

اسلام پر قائم ہونیوالا جانتا ہے۔ لیکن درحقیقت اسلام یعنی خدا کی طاعت کی راہ صرف وہی دین ہے۔ جو نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا لایا ہوا ہے۔ جس کی صداقت سیکھرام بھی مغلوب و مقتول ہو کر کھول گیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ دین محمدؐ ہی بلاشک سچا اور غالب اور زندہ مذہب ہے۔ فی الحقیقت جبکہ خدائی رواست و رضیت لکم الاسلام دینا کا مصداق صرف دین محمدی ہی ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ خدا دوسرے جھوٹے مذہبوں سے خوش ہو۔ بے شک دین اسلام اور صرف اسلام ہی سے خوش ہے کیونکہ دنیا میں اس کی رضاجوئی کی یہی ایک راہ ہے۔ دیکھو وید کے متعلق اس کے ماننے والے خود متردد ہیں۔ اس کی حقیقت سے لاعلم ہیں۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اگنی وایو وادت۔ انگرہ کیسے اور کس پوزیشن کے اشخاص تھے۔ ان کے حالات وسوانح کیا ہیں۔ کیوں انہیں پر وید کا الہام ہوا۔ کب ہوا۔ پھر ان سے کس نے سیکھا کس کو سکھایا۔ کہاں پرچار کیا۔ پھر طرفہ تماشا یہ کہ خود وید کے ماننے والے ہی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگنی وایو۔ ادت۔ انگرہ۔ آدمی نہیں بلکہ عناصر ہیں۔ پھر وہ بھی ہندو ہی ہیں۔ جو وید ان کو الہامی نہیں مانتے۔ ایسی کتاب پر کیا بھروسہ کیا جاسکے۔ جنکی سوانح عمری بھی ویدوں کی سطری سے کم نہیں وہ بھی ہر سال نئے روپ و رنگ میں جلوہ افروز ہو کر اپنی بوقلمونی دکھلاتی رہتی ہے۔ پھر کیونکر دین کا مدار ایسی کتابوں پر رکھا جاسکے۔ ہاں آج دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اپنی محفوظ اور زبردست کتاب لاریب فیہ کی شان رکھنے والی پیش کرتا ہے اور اس میں یا اس کے کسی معاملہ میں مجہولیت یا گڑبڑ ہی نہیں پھر تم ہی انصاف کرو کہ کونسی راہ مضبوط اور قابل اعتبار ہے۔ پس اگر خدا کے محبوب و مقبول بننا چاہتے ہو اسلام قبول کرو۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مہاشہ جی کی پریشانی کا برا ہو یہ کیا لکھ مارا کہ (اس کے سوا وہ سب سے پریشان) یہ الفاظ کہاں سے آگئے۔ قرآن پاک تو ان سے پاک ہے۔ یہ تو کسی اردو ترجمے میں بھی نہیں پائے گئے۔ اس کا تو کوئی موقع و محل ہی نہیں۔ آہ یہ بھی وہی پریشانی ہے

کیوں مہاشہ جی پشیمان ہوئے جاتے ہیں ٭ بات کیا ہے جو پریشان ہوئے جاتے ہیں

التماس منیجر

احباب کرام کی خدمت میں پہلے بھی عرض کیا تھا کہ صرف بیس تیس خریدار ہوں کیونکہ سے بارہ روپے ماہوار چھپوائی کا خرچ بڑھ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کم از کم ۲۵۰ خریدار اور مہیا اگر ہو جائے تو بارہ اس کی یاد دہانی کی جاتی ہے۔ ورنہ موجودہ مصارف پورے نہیں ہو سکتے۔ کم از کم گنتی یا بڑے رہیں (منیجر)

نظم

تضمین رنگین بر نظم پاک درثمین

(از جناب میر حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ سیالکوٹ)

دکھائی اُسے کیا شانِ محمدؐ | مرا احمدؐ ہے قربانِ محمدؐ
خدا نے دی اُسے آنِ محمدؐ | عجب نوریست در جانِ محمدؐ

عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

بیاں اسنے کئے کیا اُس کے اوصاف | کہ واقف ہوگئے اجلاف و اشراف
ندا اسنے یہ پہنچائی باکناف | ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف

کہ گردد از محبانِ محمدؐ

چہ آراست او سماط آسمان را | بخواند از ہر طرف پیر و جوان را
فرود دل برآورد این فغان را | عجب دارم دل آن ناکسان را

کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

بگوش ہوش سن اولاد آدم | دل احمدؐ میں ہے کیا شور ہیہم
وہ کہتا ہے بسوز دل یہ ہر دم | ندانم ہیچ نفسے در دو عالم

کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

محمدؐ کی محبت میں ہے سرشار | وہ محبوب الٰہی کا ہے دلدار
فدا ہو یار خود کی سن یہ گفتار | خدا زاں سینہ بیزار است صد بار

کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

ببیں آن مائلِ ما و منی را | ندا دریاد وقت جاں کنی را
بجا لاید زبان نا گفتنی را | خدا خود سوزد آں کرم دنی را

کہ باشد از عدوانِ محمدؐ

کہاں پھرتا ہے تو اے مرد بیکس | نہیں کیوں صادقوں کے تجھکو کچھ مس
ہوا ہو جب تو نفس ہوسے بیبس | اگر خواہی نجات از مستی نفس

بیا در ذیل مستانِ محمدؐ

اگر تجھ میں ہی کچھ عقل و درایت | خدا کی چاہتا ہے گر عنایت
یہی احمدؐ کی ہے تجھکو ہدایت | اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت

بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

کیا احمدؐ نے ہے اس راز کو فاش | نہ نادانی سے کر تو اس میں پرخاش
وگرنہ ہو گا در کا سہ ہاں آش | اگر خواہی دلیلے عاشقش باش

محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

ذرا سن لے کلام پاک احمدؐ | سمجھ کیا راز ہے بولا کہ احمدؐ

ہے کتنا کیا خس و خاشاک احمدؐ — سر دارم فدائے خاک احمدؐ
دلم ہر وقت قربان محمدؐ

منم آنکس کہ مستِ یار ہستم — بدیدار خوشش از خویش رفتم
برائے ہستیش از خود گسستم — بہ گیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثار روئے تابان محمدؐ

بآن تارے کہ در عشقش فروزند — بآن چشمے کہ در راہش بدوزند
بآن شبہا کہ از نورش چو روزند — دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نہ تابم رو ز ایوان محمدؐ

تو میرے دل کو کیا اے بے خبر جانے — محبت میں نہیں چلتے بہانے
تو کیا کہتا ہے غیروں کے سنانے — بکارِ دیں نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگ و ایمان محمدؐ

بآن خمرے کہ من دارم چشیدن — بآن بوئے کہ من دارم شمیدن
بہ پوشاکے کہ من دارم دریدن — بسے سہل است از دنیا بریدن
بیاد حسن و احسان محمدؐ

پسند آتا نہیں دنیا کا گلشن — نہیں مرغوب ہے زیبائش تن
جلا سکتا نہیں دشمن کا گلخن — فدا شد در رہش ہر ذرہ من
کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ

یقیں داں آنکہ تو دانی نہ آنم — کہ ہست از فہم تو بالا مکانم
مبیں در عالمان این جہانم — وگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

کسے را نیست در دنیا چو کارم — مگر من نقش دیگر بر نگارم
نمی آید ازیں گفتار عارم — بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ

دریں عالم کہ دائم را نپاید — مراد دل بجستگی اینجا نشاید
مراد دل ہمیں است ار برآید — مرا آن گوشۂ چشمے بباید
نخواہم جز گلستان محمدؐ

برآید آنچہ در خاطر بجوئید — طریق جستجوئے خود بپوئید
ز محبوبِ دگر دامن بشوئید — دل زارم بہ پہلویم بجوئید
کہ بستیمش بدامان محمدؐ

من از باغ و بہار تو نہ پرسم — ازیں نقش و نگارے دست شستم
بحمد اللہ کہ خوش چیزے بجستم — من از خوش مرغ از مرغان قدسم
کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ

بیا اے نیم جان افسردی از عشق — بسی خود کہ کردی مردی از عشق
چہ گفت احمدؐ چرا میگردی از عشق — تو جانِ ما منور کردی از عشق

فدایت جانم اے جان محمدؐ

کوئی دنیا میں کیا ہوگا ہوا خواہ — وہ کیا ہوگا مرا ہمراز و ہمراہ
نہ ہو کافی کوئی ذی قدر و ذی جاہ — دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایان محمدؐ

چہ مینازی تو مشت استخواں را — کجا برداری ایں بار گراں را
ز حق سیداں تو ایں تاب و تواں کو — چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

تو سن اے دشمن بدراہ و گمراہ — کہاں تک ہوگا تو پاکوں کا بدخواہ
یہ بدگوئی تجھے ماریگی ناگاہ — الا اے دشمن نادان و بیراہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

مذاہب میں نہیں ہے گو وہ عالم — کہ راہ حق دکھا دیں سب کو یکدم
جہاں میں گو ہیں مردان خدا کم — رہ مولا کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمدؐ

بہت غالب ہے سلطان محمدؐ — بہت روشن ہے برہان محمدؐ
ہوا نافذ ہے فرمان محمدؐ — الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ

زبان تو کہ درگندہ دہاں است — بہ بدگوئی کہ بس نادر بیان است
ترا حکم خداوند جہاں است — کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

جنگ کے باعث گرانی اشیاء

اور

گورنمنٹ کیطرف سے اُس کا انسداد

جنگ کی وجہ سے ذرائع باربرداری کم ہو گئے تھے - اس لیے تجارت کی نقل و حرکت میں بڑی دقت پیش آنے لگی - تجارتی اسباب کی قیمت بہت بڑھ گئی - اور ضروریات زندگی کی قلت اور گرانی کے باعث گذشتہ ایام میں عوام کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی - اشیاء کی گرانی کے اسباب اگر جائز ہوتے تو کوئی مضائقہ نہ تھا - مگر اکثر حالتوں میں حریص اور خود غرض تاجروں اور دوکانداروں نے اپنے ذاتی فائدہ کو مدنظر رکھ کر اشیاء اور اجناس کی قیمت میں بہت اضافہ کر دیا - جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا اور خصوصیت سے غریب لوگوں کو نمک جیسی معمولی چیز بھی مہنگے داموں خریدنی پڑی - سوداگروں اور دوکانداروں نے لوگوں کی مجبوری سے بہت فائدہ اُٹھایا - پس ضروری ہوا کہ دوکانداروں کو ناجائز نرخ بڑھانے سے روکا جائے

اور رعایا کی سہولت کے لئے کچھ انتظام کیا جائے۔ چنانچہ یہ لازمی سمجھا گیا۔ کہ عام تجارت اور اجناس کی تقسیم میں گورنمنٹ خود مداخلت کرے۔ اس غرض کے لئے ہندوستان کے محکمہ تجارت نے بعض تجارتی کاروبار مثلاً جہاز رانی۔ کوئلہ۔ چاء۔ نمک چاول وغیرہ کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ایسا کرنے سے مدعا یہ تھا کہ اشیاء کی قیمت مقدار موجودہ کے مطابق مقرر کی جائے۔ یہ انتظام نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ اس قسم کی تجارت کے گورنمنٹ کے تحت میں آجانے سے تاجروں اور دوکانداروں کے تئیں ناجائز منافع اٹھانے کا موقع جاتا رہا۔ اس وقت یہ چیزیں بازار میں کافی مقدار میں معمولی داموں پر میسر آسکتی ہیں۔ لڑائی کے شروع میں تجارتی ضروریات کے لئے بہت کم جہاز ملتے تھے۔ جس کی وجہ سے ملک کی تجارت درآمد و برآمد میں بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن جب سے گورنمنٹ نے جہازوں کا انتظام شروع کیا ہے۔ تجارتی اور فوجی ضروریات کے لئے جہاز کافی تعداد میں میسر آسکتے ہیں۔

کوئلہ

کوئلہ کے لئے بھی ذرائع باربرداری میسر نہ آتے تھے اور ہندوستانی کارخانوں کو خسارہ اٹھانا پڑتا تھا مگر گورنمنٹ ہند نے کوئلہ کی پیداوار اور تقسیم اور تعین نرخ کو اپنے ہاتھ میں لیکر ملک کے لئے بہت بڑی سہولیت پیدا کردی ہے۔

نمک

نمک ایک ایسی شے ہے۔ جس کی ہر امیر و غریب کو یکساں ضرورت رہتی ہے۔ گذشتہ موسم سرما میں ریلوں کی قلت کے باعث نمک کا قحط پڑ جانے سے لوگ سخت تنگ آگئے۔ دوکانداروں نے نرخ دفعتہً بڑھا کر بیحد فائدہ اٹھایا۔ گورنمنٹ نے ہر چند کوشش کی کہ بازاروں میں نمک کافی مقدار میں بھیجا جائے۔ مگر لاحاصل آخر گورنمنٹ نے یہ انتظام کیا کہ بغیر منظوری نمک کانوں سے باہر نہ جائے۔ اور اس کی قیمت کی تعین و تقسیم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور سرکار کی طرف سے سستی دکانیں کھلوا دیں اور اس کے ساتھ ہی داروغہ نمک کو ہدایت کردی کہ سرکاری دوکانوں کے آرڈروں کی تعمیل اول کی جائے۔ اور بیوپاریوں کو مال بعد میں روانہ کیا جائے۔ بنگال کے بعض حصص میں نمک کا بھاؤ مقرر بھی کردیا گیا ہے۔

چائے اور چاول

ہندوستانی چائے کا نرخ بھی سرکاری طور پر قائم کردیا گیا۔ اور اسی طرح چاول کی تجارت میں عمل آمد ہوا۔ اس ضروری جنس کے نرخ میں غیر معمولی اُتار چڑھاؤ واقع ہوئے اس کی روک تھام کے لئے چاول کی پیداوار نرخ اور تقسیم کو گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ چنانچہ اب چاول لائسنس کے بغیر باہر نہیں بھیجا جاسکتا۔

مٹی کا تیل

مٹی کے تیل کی گرانی کی وجہ کچھ تو جہازوں کی کمی پر کچھ مال گاڑیوں کی۔ تاہم تھوک فروشی میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہوا۔ اس کے باوجود بازار میں یکلخت بھاؤ کا چڑھ جانا محض اسی وجہ سے ہے۔ کہ تیل کے بیوپاریوں نے اس نازک موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی بے انتہا سعی کی۔ اس کا انسداد کرنے کے لئے گورنمنٹ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ اور صوبجات متوسط نے ایک سکیم مرتب کی ہے۔ جس کی رو سے تیل صرف اُن دوکانداروں کو مہیا کیا جائیگا۔ جو گورنمنٹ کو یقین دلادینگے کہ تیل مقررہ قیمت پر ہی فروخت کیا جائیگا۔ گورنمنٹ ہند نے اس سکیم کو بہت پسند کیا ہے۔ اور دوسرے صوبجات کی گورنمنٹوں کی توجہ بھی اس جانب مبذول کی ہے۔ یقین واثق ہے کہ عنقریب گرانی تیل کا انسداد ہو جائیگا۔ اور یہ ضروری شے مقررہ قیمت پر فروخت ہونے لگیگی۔

کپڑا

کپڑے کی گرانی کے دو سبب ہیں ایک تو یہ کہ جاپان سے کپڑے کی آمد بند ہوگئی ہے۔ دوسرے یہ کہ کپاس کا بھاؤ لوگوں نے چڑھا دیا ہے۔ گورنمنٹ نہ ہی تو اختتام جنگ سے پیشتر لنکا شائر کا کپڑا مہیا کرسکتی ہے۔ اور نہ ہی دیسی کپڑا سستے داموں پر غرباء کو خرید کر دلا سکتی ہے۔ تاہم بیجسلیٹو کونسل کے آخری اجلاس میں اس قسم کا ایک مسودہ پیش کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے غریبوں کے لئے خاص قسم کا کم قیمت کپڑا تیار کرایا جائیگا اور دوکانداروں کو معقول کمیشن پر دیا جائیگا۔ گورنمنٹ بمبئی کا ارادہ ہے۔ کہ ایسا قانون پاس کیا جائے۔ جس کی رو سے ایک سنٹرل کاٹن کمیٹی (مرکزی مجلس کپاس) قائم کی جائے۔ جسے کپاس کا بھاؤ مقرر کرنے کے تمام اختیارات حاصل ہونگے۔

دیگر ضروریات زندگی

ان کے علاوہ گورنمنٹ ہند نے دوسری ضروریات زندگی (مثلاً گھاس۔ ایندھن۔ کوئلے) کے متعلق بھی صوبوں کی گورنمنٹوں کے نام زیر دفعہ گیارہ قانون تحفظ ہند۔ اعلان شائع کئے ہیں۔ جن کی رو سے ان کی قیمتیں مقرر کی جاسکتی ہیں۔ غلے کے متعلق اعلان کرنے کی راہ میں خاص خاص دقتیں حائل ہیں۔ جب تک وہ دور نہ ہولیں تب تک کچھ کیا نہیں جاسکتا۔ بہر حال اس سے اتنا تو صاف ظاہر ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی رعایا کی تکلیفات کا خیال ہے اور وہ انھیں دور کرنیکا کوئی بھی ذریعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

باغ میں نصب کرے۔ بڑے قد۔ آدر رنگین آم کی قلمیں سب قسم کی خریداری پر خواہ کوئی آم ہو حسب پسند خریدار فی قلم ایک روپیہ پر دیجاویگی کوئی آرڈر ۲ قلم سے کم کا نہیں لیا جاویگا - یہ رعایت آخر ستمبر تک ہے ہماری فہرست ملاحظہ کرکے اپنے آرڈر کے ساتھ قیمت بھیجکر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

کارخانہ آفتاب نرسری ملیح آباد ضلع لکھنؤ

مندرجہ ذیل کتب و رسالہ جات حال میں چھپے ہیں تعداد تھوڑی ہے۔ احباب جلد منگا لیں

بائبل اور مطبوعہ حزب القرآن بخط جلی دقطیع پر قیمت ۸
پیغام امام تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۳
امام الزمان انگریزی واردو مولفہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ۳ ریویو حقانی تعلیم ۲ سوانح البلاد ۱
بابا نانک کے مسلمان ہونے پر پانچ دلائل ۲ حصہ چہارم
موجودہ مصائب پر نظم فی سیکڑہ ۱۲
البشرٰی فی القرآن قیمت ۲ ملفوظات احمد ۵

احباب کو ضروری اطلاع

ذکر الٰہی اور تصدیق المسیح کی بہت تھوڑی تعداد باقی ہے۔ ضرورتمند احباب جلد منگا لیں لیکچر سیالکوٹ ۲ علاوہ ازیں ہر قسم کی کتب پتہ ذیل سے طلب کریں
محمد عزالدین تاجر کتب مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

تلاش عزیز

میرا فرزند جس کی عمر تقریباً چودہ پندرہ سال کی ہے۔ وہ ایک ماہ کا ہوا کرموہیم والا بانگر ضلع گورداسپور سے کہیں چلا گیا ہے۔ نام اس کا عبدالمجید اور حلیہ یوں ہے رنگ گندمی سر چھوٹا پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن اترا ہوا صورت وجیہ ہے سیر و کی جانب طبیعت زیادہ راغب ہے۔ میرے بال کترے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس کا پتہ بتادیں تو مبلغ ... انعام دونگا۔ شیخ غلام مرتضیٰ احمدی پٹواری

ہنگامۂ یورپ

بلغاریہ نے ہتھیار ڈالدیئے لندن ۳۰ - ستمبر ۴ بجے شام رائٹر کو معلوم ہوا ہے - کہ بلغاریہ نے بلا شرط اطاعت قبول کرلی ہے -

لندن ۲۹ - ستمبر ۸ بجے صبح - فرانس کی شرقی اطلاع مظہر ہے - کہ ۲۷ ستمبر کو تمام محاذ پر عام ترقی کی گئی اور بہت سے قیدی اور سامان ہمارے ہاتھ آیا - اٹلانیوں کے میسرہ نے غنیم کی مزاحمت کو توڑ دیا - جو جبیل پریشا اور وادی شرنیڈا کے مابین اور مناستر کے شمال مغرب میں جم کر لڑ رہا تھا - اٹلانی سپاہ وسیع محاذ پر کرو شیوو سے گذر کر کوسودل کی طرف بڑھ گئی قلب میں سرد یوں کی ... سوڈ ... کے محاذ پر اسکوبیہ سے ۲۳ میل دور سے تک پیشقدمی کی - اور کوشانہ اور رادوویشا کے علاقہ میں بھی پہنچ گئے۔

ان کا رسالہ ہیودا کے علاقہ میں ترقی کرکے بلغاری ... سے ۷ میل کے فاصلے تک پہنچ گیا اٹلانیوں کا میمنہ سٹرومینزا کے علاقے پر قابض ہے - اور وادی سٹرومینزا سے شمال کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے - ۱۵ ابتداء جنگ سے ابتک ۳ سو توپیں گرفتار کی گئی ہیں۔

بلجیموں کی عظیم کامیابی لندن - ۲۹ ستمبر ڈھائی بجے شب گذشتہ کی بلجیمی اطلاع مظہر ہے کہ آج علی الصباح بلجیمی بازو نے ڈکسموڈ اور پشنڈالی اپیر کے درمیان جرمن مورچوں پر حملہ کیا حملہ سے پیشتر توپخانہ نے چند گھنٹے تک شدید گولہ باری کی - جس میں بلجیمی باٹریوں کے علاوہ بہت سی فرانسیسی باٹریوں نیز برطانی جنگی جہازوں نے مدد دی - ابتدائی گولہ باری کے بعد ہماری پیدل سپاہ جرمنی کے مستحکم مورچوں پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھی - ہماری سپاہ نے ایک دوسری کی رسما میں تمام محاذ کے تمام مورچوں پر قبضہ کرلیا - اور دوسری لائن کے مورچوں پر حملہ کرنے کے لئے بڑھی - غنیم کی مقاومت اور بیہودہ جوابی حملوں کے باوجود ہمارے پیدل سپاہ نے ہوتھلسٹ کے قریباً تمام جنگل پر قبضہ کرلیا - جہاں جرمنوں نے چار سال میں زبردست قلعہ بندیاں بنا رکھی تھیں قریباً ۹ کیلو میٹر تک ترقی کی گئی بہت سے قیدی گرفتار کئے گئے - جن میں سے چار ہزار بلجیموں کے ہاتھ آئے - بہت سا سامان جنگ بھی گرفتار کیا گیا۔

جرمنوں کی سخت مدافعت لندن ۲۸ - ستمبر پیرس سے آنے والا تار مظہر ہے - کہ حسب ذیل نیم سرکاری بیان جو آج شائع ہوا مظہر ہے کہ شامپین میں جنرل گورا ڈ کے خلاف دس تازہ ڈویژنوں سے کل حملہ کیا گیا - لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا - ان تین ایام کی جدوجہد میں اس خط میں جرمن مدافعت کا مقصد وقت ٹالنا ہے - تاکہ واپسی میں سہولت ہو۔

ہندوستان کی خبریں

ہندوستان میں پلیگ - ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر میں ہندوستان میں پلیگ سے ۱۳۸۰ - اموات ہوئیں

مہارانا صاحب دانتا کا عطیہ مہارانا صاحب دانتا نے قرضہ جنگ میں ۲۱ - ہزار روپیہ دیا ہے - جو جنگ کے خاتمہ پر مصارف جنگ میں خرچ کیا جائیگا - اس اثناء میں اس کا سود امپیریل انڈین ریلیف فنڈ میں جمع ہوتا رہیگا - یہ پیشکش شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔

اجلاس اردو کانفرنس - اردو کانفرنس کا اجلاس علیگڈھ میں ۷ - اکتوبر کو منعقد ہوگا

ظفر علی خان صاحب کی شملہ سے بے نیل مرام مراجعت اخبار آفتاب لاہور راوی ہے - کہ مولوی ظفر علیخانصاحب شملہ سے بے نیل مرام مراجعت فرماتے وطن ہوئے ہیں کتارپور ضلع سہارنپور میں فساد ہونیکے متعلق حضرناک اطلاعات اخبارات میں شائع ہورہی ہیں تفصیل